خدا

تحیر ہے
تحیر در تحیر ہے

مکانی آدمی کیسے ستاروں کے سفر کے خواب بُنتا ہے
زمانی آدمی کیونکر کئی قرنوں پہ پھیلے سلسلوں کو جوڑ سکتا ہے
سفر کی سوچ تک تو خیر کچھ بھی عین ممکن ہے
مگر انسان جو مٹی کے جوہر سے اٹھا ہے کس طرح نور و بدن کو ایک
کرنے کے لئے تیار ہوتا ہے
شعورِ زندگی کو ڈھونڈنے نکلے تو یک دم کس طرح اجسام سے بڑھ
کر شعورِ لامکاں اور لازماں کی چاہ رکھتا ہے
ستاروں کے سفر کی راہ رکھتا ہے
ستاورں کا سفر تو سب زمانی اور مکانی سلسلوں کو ایک کر دیتا ہے

https://emad-ahmad.com/

یہ پیغام دیتا ہے
جگہ اور وقت اک ہیں اور اک نقطے سے نکلے ہیں

تہور ہے
جنوں پیشہ تہور ہے

نفوسِ آدمِ خاکی کی مٹی میں تہور ہے
زمانی اور مکانی آدمی کا
بیکراں سوچوں کے پیچھے بھاگنا
جذبات کو تسخیر کرنا اور اپنی ذات سے اونچے
بہت اونچے
ارادے باندھ کر تیار ہو جانا
انوکھے راستوں اور بے نشاں منزل کے حامل اس سفر کے واسطے
خود کو مٹا کر اپنے اندر تار ہو جانا
تہور ہے

https://emad-ahmad.com/

تغیر ہے
تغیر ہی تغیر ہے

کہاں مٹی کے جوہر سے بنا انسان جو حیوان لگتا ہے
کہاں پانی کے ماخذ سے اٹھا انسان جو انجان دکھتا ہے
کہاں یہ نور کی دنیا کی خواہش جو ازل سے نسلِ انسانی کی ہر
تہذیب، ہر ترتیب میں موجود ہوتی ہے
پرانی داستانوں میں
کھدائی میں ملی اشکال میں
گزرے زمانوں میں لکھی غاروں کی دیواروں پہ
اور پتھر تراشی کے نتیجے میں بنی اصنام گاہوں میں
اور ان کے بعد
اب بھی، آج بھی
انسان کی بنیادی تکلیفوں کے ہوتے بھی
ستاروں کے سفر کی چاہ میں
کتنا تغیر ہے

https://emad-ahmad.com/

تصور ہے
یقیناً اک تصور ہے

مکانی آدمی کیسے ستاروں کے سفر کے خواب بنتا ہے
زمانی آدمی کیونکر کئی قرنوں پہ پھیلے سلسلوں کو جوڑ سکتا ہے
بھلا انسان جو مٹی کے جوہر سے اٹھا ہے کس طرح نور و بدن کو
ایک کرنے کے لئے تیار ہوتا ہے
شعورِ زندگی کو ڈھونڈنے نکلے تو یکدم کس طرح اجسام سے بڑھ کر
شعورِ لامکاں اور لازماں کی چاہ رکھتا ہے

بھلا یہ کیا تغیر ہے
بھلا یہ کیا تہور ہے
کہیں کچھ ہے جو اس انسان کے اندر ودیعت ہے
کہ وہ نوری ہے، نوری سلسلوں کی اَور بڑھنا اس کی فطرت ہے
کہ اس میں روح ہے اور روح کا بھی ایک ماخذ ہے
کہ اس ماخذ کا بھی پھر ایک محور ہے

https://emad-ahmad.com/

اسی کا یہ تحیر ہے
اسی کا یہ تہور ہے
اسی کا یہ تغیر ہے
اسی کا یہ تصور ہے

https://emad-ahmad.com/